[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نجد [illegible] الزلازل والفتن [illegible] (بخاری)

الحمد للہ

رسالہ

نجدی تحریک پر ایک نظر

جس میں شیخ نجدی محمد بن عبد الوہاب آنجہانی کے متعلق علمائے کرام کے خیالات اور وہابی تحریک کے مذہبی و سیاسی مفاسد و نقصانات مندرج ہیں !

مرتبہ

خویدم العلماء محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری

عفا اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible]

مطبع آفتاب پنجاب پریس امرتسر میں باہتمام مولوی محمد عبد اللہ منہاس چھپا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا و مولینا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

امّا بعد

مکہ معظمہ اور طائف شریف پر نجدیوں کا قبضہ کیا ہوا۔ گویا ایک خوابیدہ فتنہ تازہ ہوگیا دبی ہوئی چنگاریوں سے پھر ایک دفعہ شعلے اور شرارے اُٹھنے لگے بحث ومباحثہ بلکہ سلسلۂ مناقشات کا دروازہ مفتوح ہوگیا۔ نجدیوں کی تائید وتردید میں کتابوں، رسالوں، اخباروں، اور اشتہاروں کا تانتا بندھ گیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سلسلہ کہاں اور کب ختم ہوگا؟

میں بھی اسی اثنا میں ایک مختصر سا ٹریکٹ لکھ چکا ہوں جسمیں نجدیوں کی اسلام کُش حکمت عملی اور نصاریٰ پرستی کے چند واقعات لکھنے کے بعد ان کے ناقابلِ برداشت مذہبی تشدد کے بعض ثبوت پیش کئے ہیں۔ یہ ٹریکٹ بہت سے حامیان نجدیہ کی خدمت میں بھی ارسال کیا گیا تھا۔ مگر اسوقت تک اسپر کسی صاحب کا مدلل تبصرہ نظر سے نہیں گذرا۔

چند روز گذرے کہ رسالہ "تحریک وہابیت پر ایک نظر" شائع ہوا جو مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر "اہلحدیث" امرت سر ناظم اعلیٰ اہلحدیث کانفرنس دہلی وسردار غیر مقلدین پنجاب کی تالیفات سے ہے۔ اس رسالہ کی مدت سے دھوم تھی۔ مگر جب میں نے اس کو پڑھا اور اس کے مؤلف کی ذمہ داری کا تصور بھی آیا تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ بیساختہ میری زبان سے نکل گیا ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

اس رسالہ میں "وہابی تحریک" کی حقانیت پر قرآن، حدیث، یا اجماع امت سے بحث نہیں کیگئی۔ بلکہ اس تحریک کے حسن وجمال و قبح پر چند غیر انگریزوں اور یورپین عیسائیوں کی رائیں نقل کیگئی ہیں

حالانکہ ہم پہلے ہی سے اس کے قائل ہیں کہ نجدی انگریزوں اور نصرانیوں کے ممدوح ہیں۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ آپ اس امر کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں گے کہ نجدی انگریزوں کے صرف ممدوح ہی نہیں بلکہ دام افتادہ غلام بھی ہیں۔ اگرچہ آجکل آپ کو اس سے انکار ہے مگر بتدریج آپ اس لائن پر آجائیں گے ؎

اس لئے وصل کا انکار ہے ہم جان گئے
تا نہ سمجھے کوئی، کیا جلد کہا مان گئے

ہاں اس کے ساتھ آپ نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم اور خواجہ حسن نظامی دہلوی کی بعض تحریریں نقل کر کے مسلمانوں کو دانستہ

غلط فہمی میں ڈالنا چاہا ہے

آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"علمائے سنت میں سے ڈیڑھ گروہ کو شیخ مذکور (ابن عبد الوہاب نجدی آنجہانی) کے حق میں حسن ظن ہے۔ اور نصف گروہ بدظن بلکہ بدگو، جس کو دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہئیے کہ امتِ مسلمہ میں سے اکثر علماء شیخ موصوف کو ممدوح جانتے ہیں اور نصف گروہ ان کو مذموم کہتے ہیں"۔ (صہ۳)

حالانکہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کو آخر عمر تک نجدیوں سے حسن ظن تھا اور خواجہ حسن نظامی واقعی یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں کہ "وہابی تحریک اصول کے لحاظ سے بُری تحریک نہیں" تو پھر بھی ان دو ذاتی اور انفرادی رائوں کو تمام مسلمانوں کے سر منڈھ دینا حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔

خواجہ حسن نظامی

کی رائے پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو بڑا ناز ہے باوجودیکہ مذہبی مسائل میں خواجہ صاحب کی فاش اور سنگین غلطیاں اور ان کی تلون مزاجی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ ان کا مسلک تو یہ ہے کہ ع

شیخ بھی خوش رہے شیطان بھی بیزار نہ ہو

دیکھ لیجئے کہ اسی رسالہ "نادان وہابی" میں جسکا آپ حوالہ دیتے ہیں، خواجہ صاحب نے جہاں "وہابیت" پر خوب پھبتیاں اُڑائی ہیں اور یہ لکھا ہے کہ "میں وہابی تحریک کا پورا مخالف ہوں" وہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ "وہابی تحریک اصلاً

مسلمانوں میں نیا جوش پیدا کرنے والی ہے"۔ اگر وہابی تحریک کے متعلق ان کی آخری رائے واقعی ان کی اصلی رائے ہے تو اس پر پھبتیاں اڑانا اور اس کا مخالف ہونا کہاں کی عقل مندی ہے؟ ؎

ہاں جناب! یہ وہی خواجہ صاحب ہیں جو سکھ تحریک کو بھی مذہبی رنگ میں اچھا سمجھتے! حنفی کہلا کر مریدوں سے سجدہ کراتے، بلکہ اس کو سنت انبیاء جانتے ہیں۔ اور دعوئے "اہلسنت" کے باوجود اپنی بعض تحریروں میں "رافضیت" کی فی الجملہ حمایت کر چکے ہیں۔ بس اگر کوئی سکھ یا رافضی یا غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا خواجہ صاحب کے ان اقوال و افعال کو تمام مسلمانوں کے ذمہ تھوپنا چاہے تو جو جواب آپ اس کو دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی ہوگا۔

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کی ایک عبارت کو مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ پیچخارے لے لیکر بیان کیا کرتے ہیں۔ اور اب بھی اسی کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ کو آخر عمر تک نجدیوں سے حسنِ ظن تھا۔ بلکہ اسی "فتاوی رشیدیہ" میں جس کی عبارت آپ نقل کر رہے ہیں ایک سوال کے جواب میں مولانا مرحوم نے فرمایا ہے کہ:۔

"محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا مجھکو حال معلوم نہیں" (فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ)

اب مولوی ثناء اللہ صاحب ہی انصاف سے بتائیں کہ آپ کا پیش کردہ حوالہ ایک طرف ہے اور دوسری جانب مندرجہ بالا عبارت۔ ان میں تطبیق کی بجز اس کے اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ کہ کسی شخص نے مولانا مرحوم کو نجدیوں کے "مناقب" سنائے ہونگے۔ اور آپ نے رقتِ قلبی کے باعث اس پر اعتبار کر لیا ہوگا۔ اس کے بعد ان "مناقب" کی تغلیط سنکر سکوت ہی کو مناسب سمجھا۔ اور اس طرح "لا ادری" کہکر گویا آپ نے اپنی پہلی سماعی رائے پر قلم کھینچ دیا۔

ایک نظر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جسطرح آپ ایک عبارت کو لے اڑے ہیں اگر اسی طرح کوئی مرزائی مولانا مرحوم کے ان ابتدائی خیالات

کو پیش کرے جو مرزا قادیانی کے ساتھ حسن ظن پر مشتمل تھے، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ یہی نا، کہ آخری خیالات پیش کرو۔ بس آپ سے میرا بھی یہی مطالبہ ہے۔ ؎

بس تنگ نہ کر اے ناصح دو لفظ مجھے آتا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

علمائے دیوبند اور محمد بن عبد الوہاب نجدی

اگر محمد بن عبد الوہاب اور اس کی ذریت کے متعلق مولانا گنگوہی کی آخری رائے یہی ہوتی جو آپ بیان کر رہے ہیں تو ان کے تلامذہ احباب اور متعلقین بھی مرحوم کے ہمخیال ہوتے۔ مگر آیئے! میں آپ کو بتاؤں کہ تمام اکابر علمائے دیوبند کی متفقہ رائے کیا ہے؟

ہندوستان کے بعض علماء نے جب مشہور کیا کہ دیوبندی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ہم عقیدہ اور اس کے پیرو ہیں (اور اس کا مدار غالبًا اسی عبارت پر ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے نقل کی ہے) تو مدینہ طیبہ کے ایک عالم نے مولانا خلیل احمد صاحب دیوبندی سہارنپوری سے چند سوالات کا جواب طلب کیا۔ مولانا موصوف نے ان سوالات کا مفصل جواب لکھا۔ ان تمام جوابات کی تصدیق دیوبندی خیال کے ۲۴ ہندوستانی اکابر علماء نے کی۔ بلکہ ان جوابات کے ساتھ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، دمشق، اور جامع ازہر مصر کے ۴۴ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی جلیل القدر علمائے کرام نے بھی اتفاق فرمایا۔ اور آخر مولانا خلیل احمد صاحب نے ان تمام سوالات و جوابات اور مواہیر و تصدیقات کو کتابی صورت میں شائع کر دیا جس کا نام ہے:۔

"التصدیقات لدفع التلبیسات" معروف بہ "مہند"

ان سوالات و جوابات میں سے ایک سوال و جواب کی عبارت ذیل میں نقل کرتا ہوں:۔

سوال محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب، اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

جواب ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحب دُرِ مختار نے فرمایا ہے کہ "خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی، جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے۔ جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان اور مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔"

آگے فرماتے ہیں کہ "ان کا حکم باغیوں کا ہے۔" پھر یہ بھی فرمایا کہ "ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے۔ اگرچہ باطل ہی سہی"۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے "جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی بتاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علماءِ اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی" (التصدیقات ص ۱۳ و ۱۴)

دیکھئے! مولانا خلیل احمد صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کا وہی حکم ہے جو خارجیوں کا۔ اس کے ساتھ آپ علامہ شامی کا یہ قول بھی نقل کر رہے ہیں۔ کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیرو اہل سنت اور علماء اہل سنت کو مشرک سمجھ کر قتل کرنا بھی جائز سمجھتے تھے۔ اور کتاب کے جملہ مضامین کی تائید میں علمائے دیوبند کے علاوہ مکہ معظمہ، مدینہ شریف، دمشق اور جامع ازہر کے علمائے کرام کی تصدیقات و تقریظات بھی مندرج ہیں۔

ان کے علاوہ حنفی مذہب کے ایک سربرآوردہ فقیہ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی آنجہانی اور اس کے متبعین کی مذمت بیان فرماتے ہیں۔ دوسری طرف

حضرات شافعیہ کے مقتدر مفتی شیخ الاسلام مولانا سید احمد بن زینی دحلان رحمہ اللہ نے نجدیوں کی تردید میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ شیخ الاسلام موصوف وہی بزرگ ہیں۔ جن کی شاگردی اور آپ سے اخذِ سند و حصولِ اجازت کا فخر ہندوستان کے بہت سے علماء کو حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خلیل احمد صاحب موصوف بھی اسی زمرہ میں داخل ہیں۔

کیا اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ "اکثر علماءِ اہل سنت محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ممدوح جانتے ہیں"

ع مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

"وہابی تحریک" کے متعلق جو رائیں پیش کیگئی ہیں۔ ان کا اگرچہ میں نے جواب دیدیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زید عمرو بکر کی رائیں اس تحریک کے حُسن و قبح پر روشنی نہیں ڈال سکتیں۔ جبکہ خود اس تحریک کے ثمرات ہی اس کی حقیقت کو واضح کر سکتے ہیں۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ وہابی تحریک کا ثمرہ کافر سازی، مشرک گری، اسلامی سلطنتوں کی تباہی و بربادی، مقاماتِ مقدسہ کی توہین، اور نصاریٰ کی غلامی کے سوا کچھ نہیں اس کے ثمرات کا مختصر تذکرہ ملاحظہ ہو۔

نجدی تحریک کے ثمرات

پہلا ثمرہ

کافر سازی اور مشرک گری عبدالعزیز ابن سعود موجودہ امیر نجد نے مکہ معظمہ پر قابض ہو کر اپنے عقاید کی اشاعت کے

سلسلہ میں سب سے پہلے جو کتاب شائع کرا کر مفت تقسیم کی وہ "مجموعۃ التوحید" ہے اس کے متعدد مقامات میں اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی، اور خدا جانے کیا کیا بنایا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک عبارت مع ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

"ان اعداء الله لهم اعتراضات كثيرة على دين الرسل يصدون بها الناس منها قولهم نحن لا نشرك بالله بل نشهد انه لا يخلق ولا ينفع ولا يضر الا الله وحده لا شريك له وان محمدا صلى الله عليه وسلم لا يملك لنفسه نفعا ولا ضرا فضلا عن عبد القادر او غيره ولكن انا مذنب والصالحون لهم جاه عند الله واطلب من الله بهم فجاوبه بما تقدم وهو ان الذين قاتلهم رسول الله صلى الله عليه وسلم مقرون بما ذكرت ومقرون ان اوثانهم لا تدبر شيئا وانما ارادوا الجاه والشفاعة" (المجموعة التوحيد ص۵۶ مطبوعہ ام القرى مكہ معظمہ ۱۳۴۳ھ بحکم ابن سعود)

(ترجمہ) "دشمنانِ خدا کے بہت سے اعتراضات ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ "ہم خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا پیدا کرنے، نفع اور نقصان پہونچانے والا کوئی نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں اور کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں چہ جائیکہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ کے لئے یہ وصف ثابت ہو۔ لیکن چونکہ میں گنہگار ہوں اور اللہ کے نزدیک صلحاء کا بڑا مرتبہ ہے۔ اس لئے میں انکی طفیل سے خدا سے حاجات طلب کرتا ہوں"۔ پس تو اس اعتراض کا جواب یہ دے جو گذر چکا .... کہ اے معترض جن کا تو نے ذکر کیا اُن کا وہ لوگ (مشرک) بھی اقرار کرتے تھے۔ جن کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تھا۔ وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے بُت کسی چیز کے مدبر نہیں ہیں اور وہ (تیری طرح) جاہ اور شفاعت ہی کا ارادہ رکھتے تھے"۔

اس عبارت میں اُس مسلمان کو مشرکین عرب سے شمار کیا گیا ہے۔ جو

پُکار پُکار کر توحید کا اقرار کر رہا ہے۔ اس کو فقط اس بنا پر "گردن زدنی" قرار دیا گیا کہ وہ کیوں خدا سے صلحاء کا واسطہ دیکر حاجات طلب کرتا ہے؟ کہو! نجدیوں کی حمایت کرنیوالو! اب بھی وہابیوں کی کافر سازی اور مشرک گری میں کچھ شک ہے؟

دوسرا ثمرہ

کتب درود شریف کا تلف کیا جانا

ابن سعود مذکور کے حکم سے ایک اور کتاب چھپ کر مفت تقسیم ہوئی ہے۔ جس کا نام ہے "الهدية السنية" اس میں لکھا ہے:۔

"ولا نامر باتلاف شئ من المؤلفات اصلا الا ما اشتمل على ما يوقع الناس في الشرك كروض الرياحين وما يحصل بسببه خلل في العقائد كعلم المنطق فانه قد حرمه جمع من العلماء على انا لا نفحص عن مثل ذلك وكالدلائل" (الهدية السنية ص۴۶ مطبوعہ المنار مصر ۱۳۴۲ھ)

(خلاصۂ مطلب) "ہم کسی کتاب کے تلف کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتے۔ مگر ہاں ہم اُس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں جن میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں۔ یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو جیسے روض الریاحین، کتب منطق، اور دلائل الخیرات" (یعنی انکو تلف کرا دیا جاتا ہے)

دیکھئے! دلائل شریف کو تلف کرنیکا صاف اعتراف ہے اس بہانہ سے کہ اس میں (معاذ اللہ) مشرکانہ کلمات ہیں۔ حالانکہ یہ وہ پاکیزہ اور بابرکت کتاب ہے۔ کہ جس میں اول سے آخر تک کلماتِ درود شریف کے علاوہ توحید، عشقِ الٰہی اور محبتِ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ولولہ انگیز درس موجود ہے۔ اسی وجہ سے ہزاروں علماء، صلحاء اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اس مقدس کتاب کو حرزِ جان بنائے رہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب علمائے دیوبند سے حسنِ ظن کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کے معمولات سے ہے۔ (کتاب سفرنامہ شیخ الہند ص۹۵ و "التصدیقات" ص۱۱) کیا مولوی ثناء اللہ صاحب

نجدیوں کی "شرک باری" کے طوفانِ بے تمیزی سے علمائے دیوبند کو بچانیکی کوشش فرمائینگے؟ (دیدہ باید)

تیسرا ثمرہ

گستاخی اور بے ادبی

مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ نجدیوں کی گستاخی مشہور ہے نعت خوانانِ نجدیہ اگرچہ اس سے انکاری ہیں مگر سنئے! کتاب "حیاتِ طیبہ" میں (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے دفتر میں فروخت ہوتی ہے) اگرچہ نجدیوں کی خوب تعریف کیگئی ہے مگر بعض مقامات پر حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:۔

"۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آگیا۔ مدینہ لیکر اس کے مذہبی جوش میں یہانتک اُبال آیا کہ اُس نے اور مقبروں سے گذر کر خود نبی اکرم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا۔ آپکے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔" (صفحہ ۲۰۹)

چوتھا ثمرہ

اسلامی سلطنتوں کی مخالفت اور اُنکی تباہی و بربادی

وہابی فرقہ جب سے عالمِ وجود میں آیا ہے اسلامی بادشاہوں سے برابر لڑتا رہا۔ اس فرقہ نے ترکی سلطنت کو مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی۔ بنظرِ اختصار چند ثبوت عرض کرتا ہوں۔

(۱) کتابِ مذکور (حیاتِ طیبہ) میں لکھا ہے کہ:۔

"عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد اپنے باپ سے زیادہ پُرجوش نکلا اُس نے اور بھی فتوحات کو وسعت دی اور ترکی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔" (صفحہ ۲۰۸)

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے:۔

"سعد نے بیس ہزار فوج سے سلیمان پاشا سے مختلف جنگوں میں پے در پے فتوحات حاصل کیں اور اس کی فوج کے آگے ترکوں کی ملکی اسپرٹ کی دال نہ گلی۔"

(۲) یہ تو خود ترکی سلطنت کیساتھ نجدیوں کا سلوک رہا۔ ترکوں کے نہایت گہرے دوست ابن رشید امیر حائل مرحوم اور ان کے خاندان پر نجدی ظالموں نے انگریزوں کی طرفداری

میں جو مظالم توڑے اس کی مختصر کہانی عالی جناب ظفر علیخان صاحب ایڈیٹر "زمیندار" کی زبانی سُناتا ہوں۔ اڈیٹر صاحب موصوف نے اپنے اخبار میں ایک مضمون[ع] لکھا تھا جسکا عنوان ہے "ہمارے قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا" جسکو مندرجہ ذیل سطور سے شروع کیا گیا تھا:۔

"وسطِ عرب میں حائل ایک زبردست امارت ہے جس کے فرزند امیر ابن رشید کے قتل کی افسوسناک خبر پچھلے دنوں بعض انگریزی اخباروں میں چھپی تھی۔ "لندن ٹائمز" اپنی ۱۰ مئی کی اشاعت میں امیر مغفور کے واقعہ قتل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔ "دورانِ جنگ میں ابن رشید ترکوں کا حلیف تھا اور ابن سعود جو وہابیہ کے امیر ہیں دولِ متحدہ کی طرفداری میں اس سے برسرپیکار رہتے تھے۔ ابن رشید کا خاندان کئی نسلوں سے قاتل کے خنجر کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اور اب شاید بجز ایک طفلِ شیرخوار کے ابن رشید کی نسل بالکل ہی مٹ گئی ہے۔" (زمیندار ۱۲ جون ۱۹۲۰ء)

(۳) آج مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے "یارانِ طریقت" نہایت بلند آہنگی سے یہ دعوے کر رہے ہیں کہ دورانِ جنگ عظیم میں نجدیوں نے ترکوں کی ہرگز مخالفت نہیں کی۔ حالانکہ آپ اس سے پہلے نجدیوں کی مخالفت کا اقرار کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے ایک مضمون مندرجہ "زمیندار" کا حسبِ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے ایڈیٹر "زمیندار" کے مذکورۂ بالا مضمون کے اُس حصہ کی تردید میں لکھا تھا جہاں اڈیٹر صاحب نے ہندوستانی غیر مقلدوں کو "وہابی" کہا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"اس خلاف واقعہ الزام لگانے میں انکی دو غرضیں تھیں۔ ایک مذہبی کہ یہ لوگ (اہلحدیث) باوجود دعوئ ترکِ تقلید کے عبدالوہاب نجدی کے مقلد ہیں۔ دوسرے پولیٹیکل غرض تھی کہ گورنمنٹ کے ذہن نشین کریں کہ جسطرح نجدی لوگ اپنی اعلیٰ حکومت ترکی کے مخالف ہیں۔ یہ لوگ بھی گورنمنٹ کے مخالف ہیں۔ اسلئے اعیانِ اہلحدیث نے اس الزام کو دور کرنے میں مقدور بھر کوشش کی۔ جس میں وہ بحمداللہ کامیاب ہوگئے۔" (زمیندار صفحہ ۵ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۰ء)

آج ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جنگ عظیم میں نجدیوں نے ترکوں کی مخالفت کرکے انکو نقصان

ع یہ مضمون ذرا طویل ہے عدمِ گنجائش کے باعث پورا نقل نہیں ہو سکتا۔ ایڈیٹر صاحب نے اسی مضمون میں لکھا تھا کہ وہابی صلیب کی لڑائیاں لڑتے ہیں، اور یہ کہ وہابیت، کذب، بغاوت، اور تمرد و سرکشی کی مترادف ہے ۱۲ منہ

پہنچایا تھا تو ہمارا گلا دبانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ہم آپکے پہلے اقوال کی تائید کرتے ہیں ؎

گل و گلچیں کا گلہ بلبلِ خوش لہجہ نہ کر!
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

پانچواں ثمرہ

جزیرۃ العرب پر نصاریٰ کا قبضہ سے وا اقتدار کہا جاتا ہے کہ ابن سعود نے حجاز میں داخل ہوکر اسکو غیر مسلم اقتدار سے پاک کردیا ہے حالانکہ واقعات کے خلاف ہے۔ اگر اسکے جنگ وجدل کا داعی بھی جذبہ ہوتا تو عقبہ و معان پر انگریزوں کے قبضہ کو کبھی گوارا نہ کرتا۔ شریف حسین قبضہ ہونیکے باوجود اس قبضہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرچکا ہے (دیکھو سیاست ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء) لیکن ابن سعود نے کیا کیا؟ اس کو روشنی میں لانے کیلئے معزز روزنامہ سیاست کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں:-

"ابن سعود کے اخبار "ام القریٰ" نے عقبہ اور معان پر انگریزی تصرف سے قبل ابن سعود سے ملکہ دریافت کیا کہ عقبہ اور معان کی طرف جو فوج جانیوالی تھی وہ کیوں روک لی گئی ہے؟ ابن سعود نے کہا "ہمیں علم ہے کہ چند روز میں شریفی فوجیں عقبہ اور معان سے نکلجائینگی"۔ مولانا محمد علی اگر چاہیں تو "ام القریٰ" کی یہ تحریر انکی خدمت میں بھیجی جاسکتی ہے۔ ذرا ابن سعود کے الفاظ پر غور کیجئے کیا یہ الفاظ معنی خیز نہیں؟ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن سعود کو علم تھا کہ انگریز عقبہ اور معان پر قبضہ کرنیوالے ہیں۔ بہر حال عقبہ و معان پر انگریزوں کا قبضہ ہوا اور ابن سعود کی مرضی سے ہوا۔ اور اسکی وجہ سے اسکو مدینہ منورہ پر فوجکشی کا موقع ملا۔ اور اگر ابن سعود اس ناپاک سازش میں انگریزوں کیساتھ شامل نہ ہوتا تو انگریز مجبور ہوتے کہ عقبہ و معان کو نجدی افواج سے بچانے کیلئے شریف کی مدد کریں ورنہ فلسطین کا امن مخدوش ہوجاتا ہے" (سیاست صفحہ ۵ بابت ۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

اس مضمون کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن سعود نے اسوقت تک اس قبضہ کے خلاف کوئی عملی کاروائی نہیں کی۔ اگر اس کا یہی مطمح نظر تھا کہ حجاز غیر مسلم اثر سے پاک ہوجائے

تو سب سے پہلے مدینہ شریف پر چڑھائی کرنیکی بجائے عقبہ اور معان پر انگریزوں سے لڑتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ انگریزوں کے اس ناجائز قبضہ کے خلاف اس کی پیشانی پر ابھی تک بل بھی نہیں پڑا۔ پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ابن سعود حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کررہا ہے؟ ؎

امتحاں بغیر تو یہ آپ کا رفیق!
قائل نہیں ہے بھائی کسی شیخ و شاب کا

چھٹا ثمرہ

نصاریٰ کی ابدی غلامی شریف حسین اور امیر علی کے قبضہ حجاز کو اسلئے گوارا نہیں کیا جاتا کہ وہ انگریزوں کے پٹھو اور زیر اقتدار ہیں۔ مگر ابنِ سعود اور اس کی حکومت انگریزوں کے اسقدر بے بس غلام ہیں کہ شریفی خاندان کی غلامی کو نسبتاً "آزادی" سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ معاہدہ اسکا ناقابلِ تردید ثبوت ہے جو ۱۹۱۵ء میں انگریزوں اور نجدیوں کے مابین ہوا اور جسکی تصدیق ۱۹۲۰ء میں ہوئی تھی۔ وہ معاہدہ یہ ہے

ابن سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

دفعہ اول حکومتِ برطانیہ اعتراف کرتی ہے۔ اور اسکو اس امر کے تسلیم کرنیمیں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد احساء، قطیف، جبیل، اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جنکی حدبندی بعد کو ہوگی۔ یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اسکے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے ان کے صحیح وارث ہونگے لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب و تقرر کیلئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اسکے ورثاء کی ممالک پر حکومتِ برطانیہ سے مشورہ کیئے بغیر یا اس کو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنیکی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کرکے حملہ آور

عے بلکہ ابن سعود نے اس قبضہ کو "حلِ مشکل" سے تعبیر کرکے اس پر اظہار مسرت و شادمانی کیا ہے: دیکھو ابن سعود کا خط بنام مسٹر امیری ... زیر ... ستورات ... مندرجہ اخبار فتی العرب، دمشق بحوالہ "سیاست" لاہور صفحہ ۲ بابت ۱۹ نومبر ۱۹۲۵ء

حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دیگی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھکر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض و مقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم | ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ:۔

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کیساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کریگا۔

(۲) ممالک مذکورۂ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دیگی تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دیگا۔

دفعہ چہارم | ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھریگا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصّہ کو حکومتِ برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، مستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اسکو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکور بالا میں کوئی رعائیت یا اُسنی دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کریگا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق!

دفعہ پنجم | ابن سعود عہد کرتا ہے۔ کہ مقاماتِ مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گذرتے ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ابن سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کریگا!

دفعہ ششم | ابن سعود اپنے پیشرو سلاطینِ نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات رؤساء (شیوخ) عرب عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کریگا۔ ان ریاستوں کی حدبندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں!

دفعہ ہفتم | اس کے علاوہ حکومتِ برطانیہ اور ابن سعو اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل

عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائیگا۔

مؤرخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ

۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

مُہر و دستخط عبد العزیز السعود

دستخط بی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس

دستخط چیمسفورڈ نائب ملک معظم و وائسرائے ہند

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ اوف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔ دستخط اے۔ ایچ۔ گرانٹ سیکرٹری حکومت ہند شعبہ خارجہ و سیاسیات۔

آخری گذارش

قارئین کرام! اب آپ ہی بتائیں کہ ابن سعود کی غلامی۔ بے بسی اور بے بسی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا؟ اور اس کے قبضۂ حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کرنے کا مترادف بتانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ معاہدہ منسوخ ہو چکا ہے۔ مگر کیا اس معاہدہ کے منسوخ ہونے کے ثبوت میں کوئی معتبر اور قابلِ وثوق تحریر پیش کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں! پس مندرجۂ بالا وجوہ سے حجاز میں وہابیوں کے قبضہ یا اقتدار کو کسی صورت میں گوارا نہیں کیا جا سکتا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

اطلاع | اس رسالہ میں نجدی تحریک کے نتائج و ثمرات پر بحث کیگئی ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نجد کے لئے دعا نہ کرنے اور قبوں کے مسئلہ کی تحقیق بھی کیجائیگی!

انجمن خدام الحرمین امرتسر

آویزشِ نجد وحجاز سے جو نازک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اسکی اصلاح کیلئے دردمندانِ اسلام نے لکھنؤ میں "انجمن خدام الحرمین" کے نام سے ایک جمعیۃ قائم فرمائی ہے جسکی صوبہ وار اور ضلع وار شاخیں قائم کرنیکی کوشش ہو رہی ہے. انہی مقاصد کو ملحوظ رکھکر امرتسر میں بھی اسی نام سے انجمن کی بنیاد رکھدی گئی ہے. اس انجمن کے اغراض ومقاصد کا اجمالی نقشہ حسب ذیل ہے:

(اول) جزیرۃ العرب کو غیر مسلم اثر سے پاک کرنا.

(دوم) ابن سعود اور نجدیوں کے پنجۂ ستم سے حجاز کو بچانا.

(سوم) حجاز کو حجازیوں کی مرضی کے مطابق ان کو تشکیل وقیام حکومت میں مدد دینا

(چہارم) عالمِ اسلام تک یہ آواز پہونچانا کہ مسلمان

(۱) حجاز میں خونریزی کو بند کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کریں.

(۲) مقاصد اول ودوم کے حصول کیلئے جدوجہد کریں.

(۳) اہل حجاز کی بالعموم اور اہل مدینہ کی بالخصوص امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیں.

نوٹ ہر وہ مسلمان جو مذکورہ بالا اغراض ومقاصد سے ہمدردی رکھتا ہو. اس انجمن کا ممبر بن سکتا ہے. چندہ ممبری کم از کم سالانہ چار آنہ.

(معتمد انجمن خدام الحرمین امرتسر)

"احسن التقریر فی مسئلۃ التکفیر"

اس عربی رسالہ میں ملا اور مرزائیوں کے کفریات کا انہی کی کتابوں سے ثبوت دیا گیا ہے. نہایت محققانہ رسالہ ہے. مرفہ الحال حضرات دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر مجھ سے مفت طلب کریں.

(پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی کڑہ رام گڑھیاں. امرتسر)

تاریخ اشاعت ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ